نوائے وقت
اشاعتِ خاص

ECONOMIC ROUNDUP

اسٹیٹ بینک کا شرح سود میں اضافہ

افراط زر اور جاری کھاتوں کے خسارے پر قابو پانے کیلئے اقدام

مئی 2020 کے بعد شرح سود 8 فیصد کی حد سے تجاوز کر گئی

سید شعیب شاہ رم
shoaib.shahram@gmail.com

پاکستان میں گزشتہ چند ماہ سے مہنگائی اور افراط زر میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ بجلی ، گیس، پیٹرول، گھی، چینی، آٹا، ٹماٹر سمیت ہر بنیادی ضرورت کی اشیاء کی قیمتیں تیزی سے بڑھی ہیں۔ اس کے علاوہ ڈالر کی قدر میں بھی ہوشربا اضافہ ہوا ہے۔ رواں مالی سال کے آغاز پر ڈالر کے مقابلے روپے کی قدر 157 روپے تھی جو آج بڑھ کر 175 روپے سے تجاوز کر چکی ہے، یعنی 5 ماہ میں ڈالر کی قدر میں 18 روپے سے زائد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا، اسی طرح جاری کھاتوں کا خسارہ بھی بہت تیزی سے بڑھا رواں مالی سال کے آغاز پر جولائی میں جاری کھاتوں کا خسارہ 1 ارب ڈالر سے کم تھا، تاہم اگست 2021 میں یہ خسارہ بڑھ کر 1.47 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، اس کے بعد ستمبر 2021 کے دوران اس میں کچھ کمی واقع ہوئی اور یہ 1.13 ارب ڈالر کی سطح پر رہے، جبکہ گزشتہ ماہ جاری کھاتوں کو خسارہ ایک بار پھر بڑھ کر 1.66 ارب ڈالر پر پہنچ گیا ہے۔ اس دوران پاکستان میں مجموعی برآمدات 25 ارب ڈالر تک ہی پہنچ سکیں ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آمدنی کم ہونے اور اخراجات زیادہ ہونے کے بعد ملک میں مہنگائی میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ مہنگائی نے عام آدمی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ وہ تو بھلا ہو بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو جنہوں نے اس مشکل گھڑی میں پاکستان کا ساتھ دیا اور ہر ماہ 2 ارب ڈالر سے زائد ترسیلات زر ارسال کیں جس سے جاری کھاتوں کو خسارہ کم کرنے میں مدد ملی۔

ملک میں مہنگائی کے بے قابو ہوتے جن کو دیکھ کر ماہرین اندازہ لگا رہے تھے کہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے مانیٹری پالیسی سختی جائیں گی، کیونکہ بڑھانے سے پیٹرول کی قیمت کم ہوگی یا بجلی اور گیس کی قیمتیں کم ہوں گی جو حکومت نے خود بڑھائیں ہیں، جس کا جواب ہے 'نہیں' اور کیا مانیٹری پالیسی سخت کرنے سے ڈالر کی قدر بڑھنا رک جائے گی؟

تاہم اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی کے منعقدہ اجلاس میں کمیٹی کے سامنے جو صورتحال تھی اس کے مطابق مہنگائی کے دباؤ کا مقابلہ کرنے اور نمو کے استحکام کو برقرار رکھنے کی خاطر زری پالیسی کو معمول پر لانے کے لیے زیادہ تیزی سے آگے بڑھنا ہوگا اور شرح سود میں اضافہ اس سمت میں اہم قدم ہے۔ ایم پی سی نے فیصلے تک پہنچنے میں حقیقی، بیرونی اور مالیاتی شعبوں کے اہم رجحانات اور امکانات، اور ان کے نتیجے میں زری حالات اور مہنگائی کے امکانات کو مدنظر رکھا۔ مالی سال 21ء کے آغاز سے جاری معاشی بحالی، جس کی عکاسی ملکی طلب کے بلند تعدد اظہاریوں بشمول گاڑیوں کی فروخت، پیٹرولیم مصنوعات (پیٹرولیم، تیل اور لیبلینٹس) کی فروخت اور بجلی کی پیداوار، نیز درآمدات کی مقدار اور ٹیکس محاصل سے ہوتی ہے، جاری ہے۔ بلند اساس کے اثر اور رسدی زنجیر کے کسی قدر تعطل کے باعث ستمبر میں تھوڑے اعتدال سے قطع نظر مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) میں 5.2 فیصد (سال بسال) کی نمو ہوئی جس میں صارفی اشیا (پائیدار اور ناپائیدار دونوں)، تعمیرات سے منسلک اور برآمدی صنعتوں کی پیداوار کا سب سے زیادہ حصہ تھا۔ زراعت میں کپاس کے سوا خریف کی تمام اہم فصلوں کی پیداوار تاریخ کی بلند ترین سطح پر ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ کپاس کی پیداوار بھی بحال ہوئی ہے اور یکم نومبر تک کارخانوں میں پہنچنے والی مقدار پچھلے سیزن کے اسی عرصے کے مقابلے میں 80 فیصد بڑھ گئی ہے۔ مجموعی طور پر تیزی سے کم ہوتے ہوئے کووڈ کے کیسوں اور حکومت کی بھرپور ویکسی نیشن مہم کے پس منظر میں معاشی بحالی زیادہ سے زیادہ پائیدار اور ازخود قائم رہنے والی معلوم ہوتی ہے۔ مستقبل میں خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت اور معاشی پالیسیوں کے معمول پر آنے کے نتیجے میں صنعتی سرگرمیوں کی نمو میں کچھ اعتدال آنے کا امکان ہے، تاہم زراعت کے بہتر منظرنامے سے اس کی بخوبی تلافی ہوسکتی ہے اور مالی سال 22ء میں نمو کی 4 تا 5 فیصد کی پیش گوئی کو لاحق خطرات کا جھکاؤ اوپر کی جانب ہے۔ اجناس کی مسلسل بلند قیمتوں اور مضبوط ملکی سرگرمی نے جاری کھاتے کے خسارے کو مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.4 ارب ڈالر کی بلند سطح پر رکھا۔ گذشتہ ایم پی سی اجلاس کے بعد سے روپے کی قدر مزید 3.4 فیصد گر گئی ہے۔ امریکی ڈالر مجموعی سے بیشتر ابھرتی ہوئی منڈیوں کی کرنسیوں کے مقابلے میں بڑھا ہے کیونکہ فیڈرل ریزرو کی جانب سے تدریجی کمی کی توقعات سامنے آئی ہیں، تاہم مئی سے روپے کی قدر میں کمی مقابلتاً زیادہ رہی ہے، شرح سود اور مالیاتی پالیسی سمیت ردّوبدل کے دیگر طریقے معمول پر آئیں گے تو روپے پر دباؤ کم ہونا چاہیے۔ مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی مالیاتی خسارہ، جو پچھلے سال کی اسی مدت میں جی ڈی پی کا ایک فیصد تھا، بہتر ہوکر 0.8 فیصد سے ہوگیا ہے۔ اس کا سبب بلند ریفنڈز اور پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس ریٹ میں نمایاں کمی کے باوجود ایف بی آر کے ٹیکس محاصل میں ہدف سے زیادہ نمو (38.3 فیصد سال بسال) تھی، تاہم پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) میں بڑی کمی کی وجہ سے نان ٹیکس محاصل 22.6 فیصد (سال بسال) گر گئے۔ گذشتہ ایم پی سی اجلاس کے بعد سے مہنگائی کا دباؤ خاصا بڑھ چکا ہے اور عمومی مہنگائی اگست میں 8.4 فیصد (سال بسال) سے بڑھ کر ستمبر میں 9 فیصد اور اکتوبر میں 9.2 فیصد ہوگئی جس کا بنیادی سبب توانائی کی بلند لاگت اور قوزی مہنگائی میں اضافہ ہے۔ مہنگائی کی رفتار بھی کافی بڑھ گئی ہے اور پچھلے دو ماہ میں اوسط ماہ بہ ماہ مہنگائی 2 فیصد کی بلند سطح پر رہی اور صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے تمام ذیلی اجزا میں تیزی دکھائی دی۔ گذشتہ دو مہینوں میں قوزی مہنگائی بڑھی اور مکانات کے کرایوں، اَن سلے کپڑوں اور ملبوسات، ادویات، چپل جوتے اور دیگر اجزا میں شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں 6.7 فیصد (سال بسال) ہوگئی۔ علاوہ ازیں گھرانوں کی مہنگائی کی توقعات بلند ہیں اور کاروباری اداروں کی تیزی سے بڑھی ہیں۔ مستقبل میں اجناس کی عالمی قیمتوں اور توانائی کی سرکاری قیمتوں میں مزید ممکنہ اضافے سے مالی سال 22ء میں اوسط مہنگائی کی 7 تا 9 فیصد کی پیش گوئی کو اضافے کے خطرات لاحق ہیں۔ ایم پی سی مہنگائی، مالی استحکام اور نمو کے وسط مدتی امکانات کو متاثر کرنے والے حالات کی بغور نگرانی کرتی رہے گی اور اس کے مطابق کارروائی کے لیے تیار ہے۔

شرح سود کے حوالے سے جب انڈسٹری سے تعلق رکھنے والے صنعتکاروں و سرمایہ کاروں سے ان کا مؤقف لیا۔ ملک کے معروف صنعتکار، ایف پی سی سی آئی کے سابق صدر اور یونائیٹڈ بزنس گروپ کے صدر زبیر طفیل نے نوائے وقت سے گفتگو میں کہا کہ پالیسی ریٹ میں 1.5 فیصد اضافہ کے معیشت پر منفی اثرات مرتب ہوں گے، ملک میں پہلے ہی شدید مہنگائی ہے، غریب اور کم آمدنی والا طبقہ اس میں بری طرح پسا ہوا ہے ایسے میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے یکمشت 1.5 فیصد اضافہ نہیں کرنا چاہیے تھا، پہلے مرحلے میں 1 فیصد اضافہ کیا جاتا، کیونکہ پہلے عوام کیلئے بجلی، گیس، پیٹرول سمیت اشیاء ضروریہ مہنگی ہو رہی ہیں، عوام کیلئے ہر چیز مہنگی ہو رہی ہے اور ایسے میں شرح سود بڑھانے سے پیداواری لاگت بھی بڑھے گی جس سے مہنگائی میں مزید اضافہ ہوگا۔ ملک کی معاشی صورتحال کو بہتر کرنے کیلئے حکومت کو برآمدی صنعت کو فروغ دینا چاہیے تاکہ برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ ہونا چاہیے۔ درآمدات میں کمی کی جانی چاہیے تاکہ آمدنی بڑھے اور اخراجات کم ہوں۔ زبیر طفیل نے حکومت کو تجویز دی کہ حکومت کم سے کم 2 سال کیلئے خام مال کے علاوہ غیر ضروری یا پرتعیش اشیاء جن میں گاڑیاں برانڈڈ مصنوعات شامل ہیں پابندی عائد کردینی چاہیے اور دوسری جانب برآمدات میں اضافہ کیلئے صنعتکاروں کو مراعات دینی چاہیے تاکہ جاری کھاتے کے خسارے پر فوری قابو پایا جاسکے، اس طرح ڈالر کی طلب میں بھی کمی ہوگی اور بلاآخر ڈالر کی قدر میں بھی کمی ہوگی۔ صرف پالیسی ریٹ میں اضافہ کے دور رس نتائج حاصل نہیں ہوں گے، جب تک حکومت ایک طویل المدتی جامع منصوبہ بندی نہیں کرتی۔ ہمارے ملک کا یہی مسئلہ ہے کہ کسی بھی مشکل سے جان چھڑانے کیلئے ہم مختصر وقت سے گفتگو میں کہا کہ پالیسی ریٹ میں 1.5 فیصد اضافہ کے معیشت پر منفی اثرات مرتب ہوں گے، ملک میں پہلے ہی شدید مہنگائی ہے، غریب اور کم آمدنی والا طبقہ اس میں بری طرح پسا ہوا ہے ایسے میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے یکمشت 1.5 فیصد اضافہ نہیں کرنا چاہیے تھا، پہلے مرحلے میں 1 فیصد اضافہ کیا جاتا، کیونکہ پہلے عوام کیلئے بجلی، گیس، پیٹرول سمیت اشیاء ضروریہ مہنگی ہو رہی ہیں، عوام کیلئے ہر چیز مہنگی ہو رہی ہے اور ایسے میں شرح سود بڑھانے سے پیداواری لاگت بھی بڑھے گی جس سے مہنگائی میں مزید اضافہ ہوگا۔ ملک کی معاشی صورتحال کو بہتر کرنے کیلئے حکومت کو برآمدی صنعت کو فروغ دینا چاہیے تاکہ برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ ہونا چاہیے۔ درآمدات میں کمی کی جانی چاہیے تاکہ آمدنی بڑھے اور اخراجات کم ہوں۔ زبیر طفیل نے حکومت کو تجویز دی کہ حکومت کم سے کم 2 سال کیلئے خام مال کے علاوہ غیر ضروری یا پرتعیش اشیاء جن میں گاڑیاں برانڈڈ مصنوعات شامل ہیں پابندی عائد کردینی چاہیے اور دوسری جانب برآمدات میں اضافہ کیلئے صنعتکاروں کو مراعات دینی چاہیے تاکہ جاری کھاتے کے خسارے پر فوری قابو پایا جاسکے، اس طرح ڈالر کی طلب میں بھی کمی ہوگی اور بلاآخر ڈالر کی قدر میں بھی کمی ہوگی۔ صرف پالیسی ریٹ میں اضافہ کے دور رس نتائج حاصل نہیں ہوں گے، جب تک حکومت ایک طویل المدتی جامع منصوبہ بندی نہیں کرتی۔ ہمارے ملک کا یہی مسئلہ ہے کہ کسی بھی مشکل سے جان چھڑانے کیلئے ہم مختصر

مہنگائی اور جاری کھاتوں کا خسارہ کم کرنے کیلئے شرح سود میں اضافہ کیا گیا، اسٹیٹ بینک کا مؤقف

منصوبہ بندی کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ پاکستان کے پاس وسائل کی کمی نہیں اور پاکستان کے صنعتکار و سرمایہ کار اس سے مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ حکومت کو بس اس میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ایسا سازگار ماحول فراہم کرنا ہے جس سے ملک کی معاشی ترقی تیز ہو۔ چین کی مثال ہمارے سامنے ہے، انہوں نے اپنی برآمدی انڈسٹری کو مضبوط کیا جس کے باعث آج وہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن کر ابھر رہے ہیں۔ ہمیں بھی اسی ماڈل پر چلنا چاہیے، برآمدی شعبہ کو مستحکم اور درآمدی شعبہ پر کم انحصار کرنا چاہیے۔ آمدنی میں جب اضافہ ہوگا اور اخراجات کم ہوں گے تو ظاہر ہے کہ ملک ترقی کرے گا، ایسے کوئی ملک ترقی نہیں کرسکتا کہ جس کی آمدنی سے کئی گنا زیادہ اس کے اخراجات ہوں۔

وزیراعظم عمران خان بارہا آٹو انڈسٹری کی بات کرتے ہیں کہ ملک میں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے کیونکہ ملک میں گاڑیوں کی فروخت میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ اسی سلسلے میں ہم نے آٹو انڈسٹری سے تعلق رکھنے والے ماہر، پاپام کے سابق چیئرمین مشہود علی خان کا مؤقف تھا کہ جس طرح افراط زر بڑھ رہی ہے اس کو روکنے کا یہی ایک ذریعہ ہے، اس کے علاوہ دوسرا حل سپلائی چین بڑھانا ہے۔ شرح سود بڑھانے سے قرضے مہنگے ہوں گے، یہ اکنامی کا مکینیکل ٹول ہے کہ افراط زر کو روکنے کیلئے شرح سود میں اضافہ کر دیا جائے، جو دیرپا حل نہیں، اس کا مستحکم، طویل المدتی حل طلب اور رسد میں فرق کو پورا کرنا ہوگا۔ اس فیصلے سے خام مال کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔ حکومت کو برآمدات میں اضافہ کرتے ہوئے درآمدات پر نظرثانی کرنی چاہیے۔ وہ خام مال جو پاکستان میں تیار ہوسکتا ہے لیکن ہم درآمد کرتے ہیں اس کیلئے حکومت ملک میں سہولیات فراہم کرے تاکہ ملکی ضرورت پوری کرنے کیلئے خام مال درآمد نہ کرنا پڑے اور یہیں وہ خام مال تیار کیا جاسکے، جس میں شیٹ میٹل، پلاسٹک جیسے خام مال شامل ہیں، ان کی انڈسٹری ملک میں لگے گی تو سستا خام مال ملک میں ہی تیار ہوگا، انڈسٹری بڑھے گی اور ملازمت کے مواقع بھی پیدا ہوں گے۔ اس طرح درآمدی بل میں بھی خاطر خواہ کمی ہوسکتی ہے۔ شرح سود میں اضافہ طویل امدتی حل نہیں اور مستقبل میں اس کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ ہوگا۔ حکومت شرح سود کم نہیں کرسکتی، کم کرنے کی صورت میں افراط زر میں مزید اضافہ ہوگا، جبکہ شرح سود بڑھانے سے بھی بلآخر نتیجہ افراط زر میں اضافہ ہی ہوگا۔ دونوں فیصلوں سے حکومت کیلئے مشکلات بڑھیں گی۔ موجودہ فیصلے کے باعث اب ملک میں طویل المدتی سرمایہ کاری رک جائے گی، لوگ اب سرمایہ کاری کرنے سے پہلے معاشی استحکام دیکھیں گے۔ موجود صورتحال میں حکومت نے 1.5 فیصد شرح سود میں اضافہ کیا ہے، توقع ہے کہ آئندہ مانیٹری پالیسی میں پھر مزید 1 فیصد تک اضافہ جائے تو اگلی سہ ماہی میں 2.5 فیصد تک شرح سود بڑھ کر ڈبل ڈیجٹ میں آجائے گی اس سے کاروباری فروغ، انڈسٹری کا پھیلاؤ اور سرمایہ کاری تھم جائے گی۔ جبکہ آٹو انڈسٹری میں گاڑیوں کی فروخت میں کمی ہوجائے گی، کیونکہ شرح سود میں اضافہ سے لوگ بینکوں سے گاڑیاں لیزنگ پر نہیں لیں گے، لوگوں کیلئے قسطوں پر گاڑی لینا مشکل ہوجائے گا۔ تاہم موجودہ سہ ماہی میں گاڑیوں کی بکنگ پہلے ہی 3 سے 4 ماہ پر کی گئی ہیں تو موجودہ سہ ماہی میں فوری طور پر اس کے اثرات مرتب نہیں ہوں گے جبکہ آئندہ آنے والی سہ ماہی میں اس کے اثرات ضرور مرتب ہوں گے۔ ملک میں طلب موجود ہے، حکومت اگر رسد پر توجہ دے، ذخیرہ اندوزی کو ختم کرتے ہوئے رسد میں اضافہ کرے تو افراط زر بڑھنے کا خدشہ نہیں۔ حکومت کو انڈسٹری پر بھروسہ کرنا پڑے گا اور انہیں سہولیات فراہم کرنی پڑیں گی تاکہ رسد کو پورا کیا جاسکے۔ موجودہ حالات میں شاید انڈسٹری یہ شرح سود برداشت کر سکے لیکن انڈسٹری اس میں مزید اضافہ کی متحمل نہیں۔

حکومت کی تعمیرات کے شعبہ پر بھی خاصی توجہ ہے، اس وقت حکومت آسان شرائط پر کم آمدنی والے طبقے کیلئے گھر خریدنے کی سہولت فراہم کر رہی ہے۔ اسی سلسلے میں تعمیراتی شعبہ سے وابستہ معروف بلڈر اور ایسوسی ایشن آف بلڈرز اینڈ ڈویلپرز (آباد) کے سابق چیئرمین حسن بخشی نے مانیٹری پالیسی پر تاثرات دیتے ہوئے بتایا کہ شرح سود میں اچانک 150 بیسس پوائنٹس کا اضافے کی مارکیٹ توقع نہیں تھی، تاہم پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) میں بڑی کمی کی وجہ سے نان ٹیکس محاصل 22.6 فیصد (سال بسال) گر گئے۔ گذشتہ ایم پی سی اجلاس کے بعد سے مہنگائی کا دباؤ خاصا بڑھ چکا ہے اور عمومی مہنگائی اگست میں 8.4 فیصد (سال بسال) سے بڑھ کر ستمبر میں 9 فیصد اور اکتوبر میں 9.2 فیصد ہوگئی جس کا بنیادی سبب توانائی کی بلند لاگت اور قوزی مہنگائی میں اضافہ ہے۔ مہنگائی کی رفتار بھی کافی بڑھ گئی ہے اور پچھلے دو ماہ میں اوسط ماہ بہ ماہ مہنگائی 2 فیصد کی بلند سطح پر رہی اور صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے تمام ذیلی اجزا میں تیزی دکھائی دی۔ گذشتہ دو مہینوں میں قوزی مہنگائی بڑھی اور مکانات کے کرایوں، اَن سلے کپڑوں اور ملبوسات، ادویات، چپل جوتے اور دیگر اجزا میں شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں 6.7 فیصد (سال بسال) ہوگئی۔ علاوہ ازیں گھرانوں کی مہنگائی کی توقعات بلند ہیں اور کاروباری اداروں کی تیزی سے بڑھی ہیں۔ مستقبل میں اجناس کی عالمی قیمتوں اور توانائی کی سرکاری قیمتوں میں مزید ممکنہ اضافے سے مالی سال 22ء میں اوسط مہنگائی کی 7 تا 9 فیصد کی پیش گوئی کو اضافے کے خطرات لاحق ہیں۔ ایم پی سی مہنگائی، مالی استحکام اور نمو کے وسط مدتی امکانات کو متاثر کرنے والے حالات کی بغور نگرانی کرتی رہے گی اور اس کے مطابق کارروائی کے لیے تیار ہے۔

شرح سود کے حوالے سے جب انڈسٹری سے تعلق رکھنے والے صنعتکاروں و سرمایہ کاروں سے ان کا مؤقف لیا۔ ملک کے معروف صنعتکار، ایف پی سی سی آئی کے سابق صدر اور یونائیٹڈ بزنس گروپ کے صدر زبیر طفیل نے نوائے وقت سے گفتگو میں کہا کہ پالیسی ریٹ میں 1.5 فیصد اضافہ کے معیشت پر منفی اثرات مرتب ہوں گے، ملک میں پہلے ہی شدید مہنگائی ہے، غریب اور کم آمدنی والا طبقہ اس میں بری طرح پسا ہوا ہے ایسے میں اسٹیٹ بینک کی جانب سے یکمشت 1.5 فیصد اضافہ نہیں کرنا چاہیے تھا، پہلے مرحلے میں 1 فیصد اضافہ کیا جاتا، کیونکہ پہلے عوام کیلئے بجلی، گیس، پیٹرول سمیت اشیاء ضروریہ مہنگی ہو رہی ہیں، عوام کیلئے ہر چیز مہنگی ہو رہی ہے اور ایسے میں شرح سود بڑھانے سے پیداواری لاگت بھی بڑھے گی جس سے مہنگائی میں مزید اضافہ ہوگا۔ ملک کی معاشی صورتحال کو بہتر کرنے کیلئے حکومت کو برآمدی صنعت کو فروغ دینا چاہیے تاکہ برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ ہونا چاہیے۔ درآمدات میں کمی کی جانی چاہیے تاکہ آمدنی بڑھے اور اخراجات کم ہوں۔ زبیر طفیل نے حکومت کو تجویز دی کہ حکومت کم سے کم 2 سال کیلئے خام مال کے علاوہ غیر ضروری یا پرتعیش اشیاء جن میں گاڑیاں برانڈڈ مصنوعات شامل ہیں پابندی عائد کردینی چاہیے اور دوسری جانب برآمدات میں اضافہ کیلئے صنعتکاروں کو مراعات دینی چاہیے تاکہ جاری کھاتے کے خسارے پر فوری قابو پایا جاسکے، اس طرح ڈالر کی طلب میں بھی کمی ہوگی اور بلاآخر ڈالر کی قدر میں بھی کمی ہوگی۔ صرف پالیسی ریٹ میں اضافہ کے دور رس نتائج حاصل نہیں ہوں گے، جب تک حکومت ایک طویل المدتی جامع منصوبہ بندی نہیں کرتی۔ ہمارے ملک کا یہی مسئلہ ہے کہ کسی بھی مشکل سے جان چھڑانے کیلئے ہم مختصر

پالیسی ریٹ میں 1.5 فیصد اضافہ کے معیشت پر منفی اثرات مرتب ہوں گے، سابق صدر ایف پی سی سی آئی زبیر طفیل

حکومت کم سے کم 2 سال کیلئے خام مال کے علاوہ غیر ضروری، پرتعیش اشیاء پر پابندی عائد کرے

شرح سود میں اضافہ دیرپا حل نہیں، مستحکم، طویل المدتی حل طلب اور رسد میں فرق کو پورا کرنا ہے، سابق چیئرمین پاپام مشہود علی خان

ملکی ضرورت پوری کرنے کیلئے خام مال درآمد نہ کرنا پڑے حکومت مقامی سطح پر خام مال تیار کرنے کیلئے سہولیات فراہم کرے

شرح سود میں اچانک 150 بیسس پوائنٹس کا اضافے کی مارکیٹ توقع نہیں کر رہی تھی، سابق چیئرمین آباد حسن بخشی

تعمیراتی شعبہ سے وابستہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے کاروبار پر منفی اثر پڑے گا، سرمایہ کاری رک جائے گی اور معاشی نمو متاثر ہوگی

ملک میں طلب زیادہ اور رسد کم ہونے کے باعث قیمتیں تیزی سے بڑھ رہی تھیں۔ معاشی ماہرین برملا اس کا اظہار کر چکے ہیں کہ ملک میں افراط زر کی بگڑتی صورتحال کو دیکھ کر یہی اندازہ ہو رہا تھا شرح سود میں 100 بیسز پوائنٹس کا اضافہ متوقع ہوسکتا ہے۔ تاہم چند روز قبل مانیٹری پالیسی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں شرح سود میں 150 بیسز پوائنٹس کا اضافہ کرکے مانیٹری پالیسی میں 1.5 فیصد کا اچانک اضافہ کیا گیا۔ جس سے آئندہ 2 ماہ کیلئے شرح سود 8.75 فیصد کی سطح پر آگئی ہے۔ معاشی ماہرین کے مطابق بڑھتے ہوئے افراط زر اور جاری کھاتوں کے خسارے پر قابو پانے کیلئے صرف شرح سود میں اضافہ مسئلہ کا حل نہیں۔ کیونکہ مہنگائی کا تعلق ایکسچینج ریٹ، پیٹرولیم مصنوعات، بجلی اور گیس کی قیمتوں سے منسلک ہیں، یہ قیمتیں حکومت نے خود آئی ایم ایف کی ایما پر بڑھائیں ہیں، جس کے نتیجے میں ملک میں مہنگائی ہے۔ پاکستان گزشتہ چند سالوں سے اپنی ضروریات درآمدات سے پوری کر رہا ہے جس میں سب سے بڑا حصہ پیٹرول کا ہے، ظاہر ہے جب پیٹرول مہنگا خریدا جائے گا تو عوام کو بھی مہنگا ملے گا جس کا براہ راست اثر مہنگائی کو صورت میں ملتا ہے، پھر حکومت نے بجلی اور گیس کی قیمتیں ملکی تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچادی جس نے الگ مہنگائی میں اضافہ کیا ہے، دوسری جانب ڈالر کے مقابلے روپے کی قدر کم ہونے سے بھی مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ اب ہمارا زیادہ تر دارو مدار درآمدات پر ہے۔ ماہرین سوال اٹھاتے ہیں کہ کیا شرح سود

بہترین مائیکروفنانس بینک ایوارڈ

20 لاکھ روپے
تک کے فوری اور آسان قرضہ جات

بعوض سونا، زرعی پاس بک، خوشحالی ٹرم ڈپازٹ سرٹیفکیٹس یا قومی بچت سرٹیفکیٹس

خوشحالی کیش سہولت مِلین

نئے اور استعمال شدہ ٹریکٹر / زرعی آلات کی خریداری کیلئے

خوشحالی ایگری پلس

رننگ فنانس فیسلیٹی بعوض خوشحالی ٹرم ڈیپازٹ سرٹیفکیٹس یا قومی بچت سرٹیفکیٹس

خوشحالی ایزی کیش

خوشحالی مائیکروفنانس بینک پیش کرتا ہے 20 لاکھ روپے تک کے فوری اور آسان قرضہ جات، مفت کریڈٹ لائف انشورنس کے ساتھ۔

مزید تفصیلات کے لئے ہماری 24 گھنٹے دستیاب ہیلپ لائن 051-111-047-047 پہ کال کریں یا قریبی KMBL برانچ پر تشریف لائیں۔

خوشحالی ہر حال میں

051 111 047 047 www.khushhalibank.com.pk

khushhali MICROFINANCE BANK

SYNERGY dentsu